تاریخ وسیر

از سید اعظم رضوی

قسط ۳

(آخری)

متبع کامل رسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

صدیق اکبرؓ ـ سیرت و کردار :

"نازک و پرخطر لمحات میں ابوبکرؓ ایک چٹان کی طرح مستقل مزاج رہتے تھے اور کبھی ہمت نہ ہارتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے قائد اور اُن کے پیرو کے درمیان حیرت انگیز اتفاق اور ہم آہنگی تھی۔"

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا حضرت ابوبکرؓ پر یہ تبصرہ کتنا صحیح ہے، اس کا اندازہ ہمیں آگے چل کر ہوگا جب ہم سیرت و کردار کے آئینے میں صدیق اکبرؓ کی ذات بابرکات پر ایک اجمالی نظر ڈالیں گے۔

آپ جلیل القدر صحابی اور اول خلیفۃ الرسول ہی نہ تھے بلکہ ہمراز اور مزاج شناس رسولؐ بھی تھے۔ تقویٰ و پرہیزگاری، حلم، بردباری، عجز و انکسار، ضبط و استقامت، تدبر و سیاست، فراست و بصیرت، اتباعِ رسولؐ اور خوفِ خدا آپ کے کردار کے بنیادی اوصاف ہیں؛ جب ہم آپ کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو قائد اور اس کے متبع میں اس قدر مماثلت اور اتنی مطابقت تاریخ انسانی میں کہیں نظر نہیں آتی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو اپنے اندر اس کے پورے ماحول اور تاثیر کے ساتھ جذب کر لیا تھا اور یہ صرف وہی کر سکتا تھا جو حبِ رسول میں دنیا تیاگ چکا ہوتا۔

تقویٰ اور پرہیزگاری :

آپؓ سے ایک بار قبولِ اسلام سے قبل شراب نہ پینے کا سبب پوچھا گیا تو فرمانے لگے

"مجھے اپنی عزت و ناموس بہت عزیز تھی جسے میں کھونا نہیں چاہتا تھا اور شراب عقل و ضع داری دونوں کو ختم کر دیتی ہے۔"

تقوا ے کا یہ عالم تھا کہ غلام نے ایک چیز نکالنے کو دی۔ جب کھا چکے تو غلام کہنے لگا، زمانۂ جاہلیت میں فال دیکھنے کا یہ معاوضہ تھا حالانکہ میں فال کھولنا نہ جانتا تھا۔ بس یوں ہی جواب دے دیا تھا۔ آپؓ نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر وہ چیز قے کر دی اور فرمانے لگے، "مالِ حرام سے پلنے والے جسم کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

ایک دفعہ بیوی نے میٹھی چیز کھانے کی فرمائش کی، بولے، بیت المال میں سے جتنا مال ملتا ہے اسی میں سے بچا کر پکا لو۔ کچھ دنوں بعد بیوی نے میٹھی چیز پکائی اور کہا کہ یہ رقم میں نے بچائی تھی۔ آپؓ نے فوراً بیت المال سے اتنی رقم کم کر دی اور فرمایا مٹھائی کے بغیر بھی زندگی گزر سکتی ہے۔

وفات کے وقت حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے، جو مال میں نے تمہارے نام سے ہبہ کیا ہے اس سے مسلمانوں کے حق میں دستبردار ہو جاؤ، حالانکہ وہ باپ کے مال کی وارث تھیں۔ بے نفسی اور پرہیز گاری کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ خلافت سے قبل گھر کی جو حالت تھی وہی خلافت کے بعد رہی بلکہ کچھ کم ہو گئی چونکہ خلافت کی مصروفیات کی بنا پر تجارت نہیں کر سکتے تھے اور بیت المال سے صرف اتنا وظیفہ لینا قبول کیا جس سے بمشکل گزارہ ہو سکے۔ پھر یہ عالم کہ وفات سے قبل اپنی بچی کھچی جائداد فروخت کر کے بیت المال سے جتنی رقم گزر اوقات کے لیے لی تھی واپس کر دی۔ آفرین ہے اس مردِ عظیم پر کہ اپنے راہنما صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم سے سرمو بھی نہ ہٹا اور سنتِ نبوی کی پیروی ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا اور اٹھنا بیٹھنا بنا لیا۔

بیماری میں حضرت عائشہؓ کو وصیت فرمائی، ان دو پاک کپڑوں میں دفنانا جو نماز کے لیے ہیں۔ صاحبزادی نے کہا نئے کپڑے کا کفن دیا جائے گا تو اس عالی المرتبت، جلیل القدر، یارِ غار، صحابیٔ رسول جس نے بدترین فتنوں کا منہ توڑ دیا۔ منافقین و مرتدین کے سر پھوڑ دیے۔ شام و عراق کے درندوں پر بہادر و غیور عزم و ہمت کے پیکر دل کو چھوڑا۔ جس نے سلطنتوں کو الٹ کر رکھ دیا اور تاج و تخت پائے ٹھوکر سے اڑا دیے، نے فرمایا "بہتر تو یہ ہے کہ نئے کپڑے زندوں کے کام آئیں، مردوں کو نئے کپڑے دیے گئے تو کیا،

آخر کو یہ حشرات الارض کی غذا ہی تو بنیں گے۔"

عاجزی و انکسار:

صدیق اکبرؓ کی وہ دس نصیحتیں آپؓ کی عاجزی و انکسار کی واضح تصویر پیش کرتی ہیں جو آپؓ نے اسامہؓ بن زیدؓ کو اس وقت انہیں جب وہ لشکر لے کر رومیوں کی سرکوبی کے لیے شام کی سرحدوں پر جا رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا، خیانت سے پرہیز کرنا، بدعہدی نہ کرنا، چوری نہ کرنا، مقتولین کے اعضا نہ کاٹنا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے اجتناب کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا نہ جلانا۔ پھل دار درخت نہ کاٹنا، کسی بھیڑ، گائے، اونٹ کو سوا کھانے کے ذبح نہ کرنا۔ تم ان کے پاس سے گزرو گے جنھوں نے گرجوں میں خود کو بند کر لیا ہے، ان سے کچھ تعرض نہ کرنا، تم ان کے پاس سے گزرو گے جو برتنوں میں تمہارے لیے کھانا لائیں گے۔ جب بھی شروع کرو اللہ کا نام لے لیا کرنا، جنھوں نے سر کا درمیانی حصہ منڈا دیا ہو گا اور چاروں طرف لیٹیں ہوں گی انہیں تلوار سے قتل کر ڈالنا، اپنی حفاظت اللہ کے نام سے کرنا۔

بیماروں کی خدمت اور غریبوں سے انسیت کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک مفرور بوڑھی عورت کے گھر اس کا کام کرنے پہنچے تو معلوم ہوا صدیق اکبرؓ آئے تھے اور کام کر کے چلے گئے۔ بیعتِ خلافت کے بعد ایک لڑکی نے کہا، اب ہمارے جانور نہ دوہے جائیں گے۔ آپؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا، واللہ! میں ان بکریوں کا دودھ تمہارے لیے ضرور دوہوں گا چنانچہ آپؓ برابر دودھ دوہتے رہے۔ جب اسلام لائے تو کل سرمایہ چالیس ہزار درہم تھے، جب ہجرت فرمائی تو بقایا پانچ ہزار درہم رہ گئے۔ اس دوران تجارت میں جو کچھ کمایا، سب راہ حق میں خرچ کر دیا، غلاموں کو خرید خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ حضرت بلالؓ کو بھی آپؓ نے آزاد کرایا۔

احساس خودی اور غیرت ایمانی:

حضرت ابوبکرؓ کے کردار کا یہ ایک نمایاں پہلو ہے۔ واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی آپؓ کی فطرت میں خودداری کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا واقعہ یوں ہے کہ آپ کے والد ابو قحافہ آپ کو ایک عبادت گاہ میں لے گئے اور بتوں کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہ تمہارے خدا ہیں، جو مانگنا چاہو ان سے طلب کرو اور

خود وُہ باہر چلے گئے۔ صدیقِ اکبرؓ نے ایک بُت کے قریب جاکر کہا، میں بھوکا ہُوں، مجھے کھانا دو، میں ننگا ہُوں مجھے کپڑا دو۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو غصّے میں آکر اس بُت کے منہ پر ایک پتھر دے مارا جس سے وُہ گر گیا۔ اس لحاظ سے آپؓ کو اسلام کا پہلا بُت شکن کہیں تو غلط نہ ہوگا۔ ایک اور واقعہ جو ہجرتِ مدینہ سے بعد کا ہے وُہ یہ کہ مدینے کے ایک یہودی عالم کے گھر یہودیوں کا ایک اجتماع تھا۔ آپؓ وہاں دعوتِ اسلام دینے گئے تو انہوں نے آپ کا مذاق اُڑایا اور بڑے تمرّد سے کہا، ہمیں اللہ کی ضرورت نہیں ہے اگر وُہ ہماری امداد کا طالب نہ ہوتا تو بطورِ قرض ہم سے کچھ نہ مانگتا، جس طرح تمہارے رسول کہتے ہیں۔ دراصل ان کا مقصد کلامِ پاک کی اس آیت کا تمسخر اڑانا تھا۔

"وُہ کون ہے جو اللہ کو قرض دے اور اس کے بدلے اللہ اس کے مال کو کئی گنا بڑھا کر واپس کردے؟"

ابوبکرؓ نے اس کے منہ پر طمانچہ رسید کیا، اور کہا، اللہ کی قسم اگر ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔

عدل وانصاف:

دوسروں کے معاملات ہی نہیں بلکہ اپنے معاملات میں بھی اگر کسی سے ذرہ زیادتی ہو جاتی تو فوراً اس سے معافی مانگتے اور اصرار کرتے کہ وُہ بدلا لے۔ ایک دفعہ آپؓ نے ربیعہ اسلمی سے کوئی سخت بات کہہ دی جس سے سخت شرمندگی ہوئی۔ اُن سے کہا تم بھی مجھ سے ایسے ہی کلمات کہو، انہوں نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا۔ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچا۔ آپؐ نے حضرت ربیعہؓ سے کہا کہ تم نے اچھا کیا لیکن ابوبکرؓ کے لیے استغفار کرو چنانچہ انہوں نے ان کے لیے دُعائے مغفرت مانگی۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ ایک جمعہ کے خطبے میں آپ نے اعلان کر دیا، کل اونٹوں کے صدقات حاضر کر دینا ہم تقسیم کر دیں گے اور ساتھ ہی یہ حکم صادر فرمایا کہ بلا اجازت میرے پاس کوئی نہ آئے۔ کسی عورت نے یہ اعلان سنا تو خاوند سے کہا تم بھی نکیل لو اور جاؤ، شاید اللہ پاک ہمیں بھی کوئی اونٹ دے۔ وُہ بلا اجازت اونٹوں کے درمیان داخل ہو گیا۔ ابُوبکر کبیدہ خاطر ہوئے اور اُسے اس کی نکیل سے مارا۔ جب اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اسے بلوایا، اور وہی نکیل دے کر فرمایا، مجھے اس سے مار اور اپنا بدلہ لے۔ حضرت عمرؓ بولے خدا کی قسم

یہ بدلہ نہ لے گا۔ تم اس کو طریقہ نہ بناؤ۔ ابوبکرؓ نے فرمایا، مجھے قیامت کے روز کون بچائے گا؟ پھر اسے راضی کرنے کے لیے اپنی سواری کی اونٹنی کجاوہ، دھاری دار کمبل اور پانچ دینار دیے۔ مال کی تقسیم میں عدل و مساوات کو مقدم رکھتے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے کہا، اے خلیفۃ الرسول! آپ اصحابِ بدر اور دیگر لوگوں میں مساوات کر رہے ہیں جبکہ اصحابِ بدر کو فضیلت دینی چاہیے آپؓ نے فرمایا "دنیا بلاغ ہے اور بہترین بلاغ درمیانی درجہ کا ہے۔ اصحاب بدر کو فضیلت ان کی حیثیت سے ہے۔

مقامِ صدیقؓ آں حضرتؐ اور صحابہؓ کی نظر میں:

مسطح حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے اور آپ ان کے کفیل تھے لیکن یہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے میں پیش پیش تھے۔ آپ نے اس وجہ سے ان پر سے ہاتھ کھینچ لیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

"تم میں دولت مند لوگ قرابت داروں، مسکینوں اور مجاہدوں کو دینے سے دریغ نہ کریں اور عفو و درگزر سے کام لیں، کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہاری مغفرت کرے اور خدا مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ کی عظمت اور بزرگی کا اندازہ ہمیں یہاں سے ہو جاتا ہے کہ خدا نے کلام پاک میں چند مقامات پر آپ سے خطاب کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں جو پہلی مسجد تعمیر کروائی اس کی زمین کی قیمت ادا کرنے والے صدیق اکبرؓ تھے۔ طبری کی روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا نام رقم تھا۔ رسول اللہ نے علالت میں حکم دیا، ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں، اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا وُہ رقیق القلب ہیں نماز میں رو پڑیں گے لیکن رسولؐ اللہ نے پھر فرمایا، ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہؓ نے وہی بات حضرت صفیہؓ سے کہلوائی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں!"

چنانچہ علالتِ نبوی میں آپؓ امامت فرماتے رہے۔ امام بخاریؒ حضرت جبیرؓ بن مطعم کی روایت تحریر فرماتے ہیں:

"رسول اللہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی، آپؐ نے فرمایا، پھر

کسی وقت آنا، تو اُس نے کہا، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، آپؐ نے فرمایا، اگر مجھ کو نہ پاتے تو ابو بکرؓ کے پاس چلی جانا۔ عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ ان کو رسولؐ اللہ نے غزوات ذات سلاسل میں بھیجا، وُہ فرماتے ہیں جب میں واپس آیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پُوچھا، آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبّت ہے؟ فرمایا عائشہؓ سے۔ میں نے پھر عرض کیا، مَردوں میں؟ فرمایا عائشہؓ کے باپ سے۔ (بخاری شریف)

ابو عقیل ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ سے عمرؓ اور ابو بکرؓ کو دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا، وُہ دونوں ہدایت کے امام ہیں۔ راستہ پانے والے اور راستہ بتانے والے ہیں اور کامیابی حاصل کرنے والے جو دُنیا سے اس طرح گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔

(طبقات ابن سعد سوئم)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسولؐ اللہ کے زمانے میں صحابہؓ کے درمیان ترجیح دیا کرتے تو ابو بکرؓ کو دیتے، پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ کو۔ (بخاری شریف)

عہدِ صدیقیؓ کا عظیم کارنامہ:

جنگِ یمامہ میں ایک ہزار دو سو مسلمان شہید ہوئے جن میں انتالیس کبار صحابہؓ اور حافظِ قرآن بھی تھے، اس پر حضرت عمرؓ کو فکر لاحق ہوئی۔ آپ نے ابو بکرؓ کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا۔ آپؓ نے فرمایا یہ کام جب رسول اللہؐ نے نہیں کیا تو میں کیسے کروں لیکن حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ تو کارِ خیر ہے تو آپ اس پر رضامند ہو گئے اور زیدؓ بن ثابت جو کاتبِ وحی بھی تھے، یہ ذمہ داری انھیں سونپی، اس طرح صدیقی عہد میں قرآن کو ایک جگہ محفوظ کر لیا گیا۔ یہ آپؓ کے عہد کا عظیم کارنامہ ہے۔

وفات:

آپؓ کی وفات کے بارے میں دو روایات ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ایک یہودی کے گھر آپ دعوت میں شریک تھے۔ یہودی نے کھانے میں ایسا زہر ملا دیا جو آہستہ آہستہ اثر کرتا تھا حارث بن کلاہ نے چونکہ کھانا بہت کم کھایا اس لیے بچ گئے۔ لیکن عتاب بن اسید اور ابو بکرؓ کا انتقال ایک ہی دن ہوا۔ دوسری روایت حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ سے ہے کہ آپ نے سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا جس کی وجہ سے

بخار ہوا اور ۱۵ دن مرض میں مبتلا رہ کر ۲۱ جمادی الاول ۱۳ھ یعنی ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھائی اور تقریر حضرت علیؓ نے کی جس چارپائی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک رکھا گیا تھا آپؓ کی نعش بھی اسی پر رکھی گئی اور پھر پہلوئے رسولؐ میں دفن کر دیئے گئے۔ زندگی میں بھی ہر دم ساتھ رہا اور مرنے کے بعد بھی اپنے قائد کے پہلو میں جگہ پائی۔

بالفاظ محمود العقاد "وہ زندگی اس دُنیا کو خیر باد کہہ گئی جو شرف و مجد اور تاریخ کا ہر کمال طے کر چکی تھی"۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

تاریخ کے سینے میں کئی باب دفن ہیں۔ نمرود، شداد اور فرعون کے خدائی دعوے، روم و ایران کی بادشاہیاں ظلم و ستم کی روئیداد، چنگیز و ہلاکو کی ہلاکت آفرینیاں کھوپڑیوں کے مینار، ایٹم کی بربادیاں، ہیروشیما، ناگاساکی کی آہ و فغاں، رنگیلے شہنشاہوں کی حکومتیں، عیش و عشرت کے بازار، عظیم و باجبروت سلطنتیں، عیاری و مکاری، ظلم، خونریزی و سفاکی یہ لامتناہی سلسلۂ تاریخ ہے۔ تاریخ حیران ہے، مورخ پریشان ہے۔ اس پر بھی دُنیا [illegible] بڑھ رہی ہے، میں کہتا ہوں یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ ایک ذرا دیر کو ٹھہر کر سوچیں اور پھر صدیقؓ کو دیکھیں [illegible] درخشاں دورِ حکومت [illegible] ایک روشنی کا مینار ہے جس کی زندگی اتباعِ رسولؐ اور اشاعتِ اسلام میں کٹی۔ نفس کی کوئی خواہش اس کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لرزش نہ لا سکی جس کی ٹھوکر میں دنیا لیکن ہاتھ میں قرآن تھا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ